مولانا محمد یوسف انور مدیر "الحدیث"

رسول اللہؐ کا مقصدِ حیات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصدِ حیات کیا تھا؟

دراصل یہ سوال صرف آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر ہادی اور راہنما کی صداقت کا معیار اسی سوال کے جواب پر منحصر ہے۔ لہٰذا اسی معیار پر ہم حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور اسوہ مبارک پر غور کرتے اور اپنے سوال کا جواب تلاش کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوری سیرت اور سوانح کے تمام واقعات و حالات بالکل محفوظ ہیں اور تاریخی اعتبار سے نہایت مستند بھی۔ اسی بنا پر ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق بلا یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ آپؐ کا نصب العین صرف دینِ حق کی اشاعت تھا۔

یہ کوئی اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشا بھی یہی تھا اور تمام انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے برعکس نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ برتری بھی دی گئی کہ آپؐ کی زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا واقعہ بھی محفوظ رہا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی ذات کو لوگوں کے حملوں اور دشمنوں کی دست برد سے بچائے رکھا، اسی طرح آپؐ کی سیرت اور مقدس سوانح کو بھی دشمنوں کے عناد کی زد سے بچائے رکھا۔ اور آپؐ کی زندگی کا کوئی واقعہ محو نہیں ہونے دیا۔ اس لئے کہ آپؐ اس دنیا میں ایک لائق تقلید نمونہ بنا کر بھیجے گئے تھے اور اسی لئے اس مندرجہ بالا سوال کو آپؐ کے حالات و واقعاتِ زندگی کی روشنی میں دیکھنا ضروری ہے کہ وہ معلم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جس کی آمد دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ پیشینگوئی کے طور پر بیان کی گئی تھی اور جو فاران کی چوٹیوں

پر نمودار ہوا، دنیا اور اس کے اسباب و وسائل کو استعمال کرنے کا کوئی نظام اپنے پاس رکھتا تھا یا آپؐ کی تمام و کمال مساعی کا محرک محض ترکِ دنیا اور عبادات ہی تھا؟

آپؐ کی زندگی میں دو زمانے آئے۔ ایک وہ وقت تھا جب آپؐ بالکل تہی دست تھے اور دنیا بھر کی دولت، خوشی اور عیش آپؐ کو صرف ایک بات سے میسر آسکتا تھا کہ آپؐ اعلائے کلمۃ اللہ کو ترک کر دیں ایک طالبِ دنیا کے لئے یہ موقع غنیمت تھا۔ مگر آپؐ نے ایسے وقت میں بھی، جبکہ دنیا اپنی تمام تر دلکشیوں کے ساتھ آپؐ کے سامنے آئی، اس کی لذتوں میں گم ہو جانے کی بجائے، اسے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

دوسرا وقت آپؐ کی زندگی میں وہ آیا کہ وہی دنیا اور اس کی شان و شوکت آپؐ کی لونڈی بن کر آپؐ کے قدموں میں آچکی تھی مگر آپؐ نے اس وقت بھی اسے منہ نہ لگایا۔

انسان کی زندگی میں ابتلا اور امتحان کے یہی دو وقت ہوتے ہیں، آپؐ کے سامنے بھی یہ دونوں آزمائشیں آئیں مگر آپؐ نے ان ہر دو ادوار میں اپنا مقصدِ حیات (رضائے الٰہی اور تبلیغ و ہدایت) ہی مقدم سمجھا اور دنیا کی کسی کشش سے متاثر نہ ہو سکے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے بعثت کی بشارت پاکر آپؐ نے عرب کے مشرکوں کو لاالٰہ الا اللہ کی دعوت دی۔ بت پرستی کی مذمت اور وہ بھی نہایت شدت کے ساتھ شروع کر دی۔ اس اعلانِ حق کی بنا پر عرب آپؐ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ چنانچہ ابتدائے اسلام میں غریب اور کمزور مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے گئے ان کی تفصیل تاریخ کے خونچکاں ابواب ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تمام تکالیف و شدائد کو برداشت کرتے رہے اور تبلیغِ اسلام میں زیادہ سے زیادہ جوش اور ہمت سے کام لیتے رہے۔ یہ ایام آپؐ کی مقدس زندگی اور بعثت کے نصب العین کی بلندی اور پاکیزگی کی بیّن شہادت ہیں۔

اسی زمانہ میں ایسے حالات بھی پیدا ہوئے، جب مخالفین اپنی ناپاک کوششوں میں ناکام رہے اور انہیں یہ یقین ہو گیا کہ تمام تکالیف اور مظالم بھی آپؐ کو اشاعتِ حق سے باز نہیں رکھ سکتے۔ تو انہیں یہ سوچنا پڑا کہ آخر وہ کیا اسباب ہو سکتے ہیں کہ جو آپؐ کو اس بتکدہ کی تخریب پر آمادہ کر رہے ہیں۔ حالانکہ آپؐ بھی اسی خاندان کے ایک فرد ہیں جو متولیانِ کعبہ کی حیثیت سے ذی وقار اور صاحبِ عزت ہے۔ مگر دنیا کے ان پجاریوں نے یہی نتیجہ نکالا کہ اس تمام تحریک کا مقصد صرف حصولِ دنیا ہی ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے آپؐ کی خدمت میں ایک وفد بھیجا جس میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنی جادو بیانی کے لئے مشہور تھے۔ اور انہوں نے آپؐ کو مختلف قسم کی ترغیبات دینے کے بعد آپؐ سے یہ مطالبہ کیا کہ آپ ہر قیمت پر ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دیجئے۔ لیکن آپؐ نے جواب میں قرآنِ مجید کی آیات پڑھ کر سنا دیں۔

جن تکالیف سے اس وقت آپؐ اور آپؐ کی جماعت گزر رہی تھی، وہ انسان کو ذلیل سے ذلیل شرائط پر صلح کرلینے پر بھی مجبور کرسکتی ہیں۔ لیکن آپؐ نے سپر نہ ڈالی اور یہی وہ مقامِ فکر ہے کہ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کی رفعت اور مقصدِ عظمیٰ کا اظہار ہوتا ہے۔ اگر آپؐ کا مقصد حکومت اور عیش وعشرت کا حصول ہوتا تو آپؐ صرف اقرار کا ایک لفظ کہہ کر نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنی جماعت کو بھی تمام مصائب و آلام سے نجات دلا سکتے تھے اور دنیا آپؐ کے قدموں میں پڑی ہوتی۔

اس سلسلہ کی ایک کڑی ابھی باقی ہے اور وہ یہ کہ جب آپؐ نے عائدین قریش کی کوئی بات نہ مانی تو یہ لوگ آپؐ کے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور کہا کہ "ابوطالب! یا تو آپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ساتھ چھوڑ دیں یا انہیں سمجھائیں ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔" ابوطالب نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی اور جو جواب ملا وہ یہ تھا:

"چچا! اگر سورج میرے ایک ہاتھ میں اور چاند دوسرے ہاتھ میں دے دیا جائے تب بھی میں اپنی تبلیغ و دعوت سے باز نہیں رہ سکتا۔"

اس واقعہ پر دن، مہینے اور سال گزرتے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرہ برس تک مسلسل تکالیف برداشت کرتے رہے۔ بالآخر مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی اور وہاں جاتے ہی حکومت آپؐ کے قدموں پر نثار ہوئی۔ دنیا کے مال و زر آپؐ کے سامنے آئے اور مسجدِ نبوی میں ڈھیروں کی صورت میں پڑے رہنے لگے مگر محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتے، اور انہیں غربا، مساکین اور مہاجرین و انصار میں لٹا دیتے۔ آپؐ دوسروں کو لونڈیاں اور غلام تقسیم فرماتے تھے مگر اپنی پیاری بیٹی کو صرف تقرب الی اللہ کی راہ بتلاتے تھے۔ بقول مولانا ظفر علی خاں ؎

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا
ہیں دوسروں کے واسطے سیم و زر و گہر
اور اپنا یہ حال کہ چھ لطا بجھا ہوا!

اس دولت و اقتدار کے زمانہ میں بھی آپؐ کے گھر میں چھلنی نہ تھی کہ جَو کے آٹے میں سے بھوسی علیحدہ کر لی جاتی۔ آپؐ کی پوری زندگی اسی طرح گزری۔ آپؐ کی وفات کے بعد ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ اکثر گندم کی روٹی دیکھ کر رونے لگتی تھیں کہ اگر حضورؐ زندہ ہوتے تو انہیں کھلاتی!

یہ ہے اس شاہِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زندگی کا مختصر خاکہ، جن کا نام اگر لیا جاتا ہے تو

بڑے سے بڑا تاجدار تخت سے نیچے اتر آتا ہے اور آپؐ کی غلامی میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اگر آپؐ کا نصب العین اور مقصدِ حیات دنیا ہوتی اور حصولِ جاہ و مال ہوتا تو کیا آپؐ ان مواقع کو کھو دیتے جب دنیا کی ہر دولت اور نعمت آپؐ کے قدموں میں پڑی تھی۔ بلاشبہ اس ذاتِ گرامی کا نصب العین خدائے قدوس کا نام ابد تک بلند رکھنا، ایک خدا کی پرستش، شرک کا استیصال اور قرآنی معاشرہ کا قیام تھا۔

حبِ رسولؐ کا تقاضا ہے کہ ہم آپؐ کے اس نصب العین کو سمجھیں اور آپؐ کے بتلائے ہوئے راستہ پر ایمان و خلوص کی روشنی میں آگے بڑھتے جائیں۔ وما توفیقنا الا باللہ!

ترجمان کی ایجنسیاں

- ملک اینڈ سنز نیوز ایجنٹ بک سیلرز، ریلوے روڈ سیالکوٹ۔
- میسرز خلیق نیوز ایجنسی، موڑ ایمن آباد۔ ضلع گوجرانوالہ۔
- محمد سعید صاحب ایجنسی کھجور مارکہ صابن، بازار ناندلیانوالہ ضلع لائلپور۔
- حاجی ملک محمد ابراہیم صاحب دکاندار مین بازار ٹیکسلا، تحصیل و ضلع راولپنڈی۔
- مولانا محمد عبداللہ صاحب، خطیب جامع اہلحدیث، صدر، راولپنڈی۔
- کتب خانہ وہابیہ، ۳۰۔ النور مارکیٹ، اردو بازار گوجرانوالہ۔
- منشا بک سٹال بالمقابل ریلوے سٹیشن گوجرانوالہ ٹاؤن۔
- خواجہ نیوز ایجنسی لودھراں، ضلع ملتان۔
- حافظ عبدالحق صاحب معرفت مولوی علی احمد صاحب کریانہ سٹور، تحصیل بازار، بہاولنگر
- مرکز ادب حسین آگاہی، ملتان شہر۔
- محمد ابراہیم صاحب نیوز ایجنٹ، عباس سائیکل ورکس، بلاک نمبر ۱۹، سرگودھا۔
- مولانا محمد اسماعیل صاحب خادم مسجد امین پور بازار، لائلپور۔
- میاں عبدالرحمان حماد صاحب، پاک دواخانہ بہاولنگر روڈ، قبولہ ضلع ساہیوال۔
- محمود برادرز کریانہ مرچنٹس، چمن بازار، ہارون آباد، ضلع بہاولنگر۔